بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جماعت احمدیہ

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر، انچارج شعبہ تصنیف مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 18 شمارہ نمبر 08۔ ماہ ظہور 1392 ہجری شمسی بمطابق اگست 2013ء

قرآن کریم

فَمَنۡ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِ ظُلۡمِہٖ وَ اَصۡلَحَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوۡبُ عَلَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(المائدہ :40)

پس جو بھی اپنے ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو یقیناً اللہ اس پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث مبارکہ

خادمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوئی ہو گی جسے جنگل بیابان میں (کھانے پینے سے لدا ہوا) گمشدہ اونٹ اچانک مل جائے''

(بخاری کتاب الدعوات باب التوبة)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

''سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے۔ یہ دن بھی بڑا ہی مبارک ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن ان کی توبہ منظور ہوئی تھی۔ اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اس دن کی ماثور ہیں۔ ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بیشک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں۔ لیکن ایک دن ان سب سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے، مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش؛ ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پروا کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لیے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا اور لوگ اُسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے؟ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بداعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضبِ الٰہی کے نیچے اُسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کونسا خوشی اور عید کا ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے۔ توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے اللہ تعالیٰ سے دور اور اس کے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اب اس کے فضل سے اُس کے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب سے دور کیا جاتا ہے''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 115-114۔ ایڈیشن 2003۔ انڈیا)

''انسان کو چاہئے کہ اگر توبہ کرے تو خالص توبہ کرے۔ توبہ اصل میں رجوع کو کہتے ہیں۔ صرف الفاظ ایک قسم کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ صرف زبان سے توبہ توبہ کرتے پھرو بلکہ فرمایا کہ خدا کی طرف رجوع کرو جیسا کہ حق ہے رجوع کرنے کا کیونکہ جب متناقض جہات میں سے ایک کو چھوڑ کر انسان دوسری طرف آجاتا ہے تو پھر پہلی جگہ دور ہو جاتی ہے اور جس کی طرف جاتا ہے وہ نزدیک ہوتی جاتی ہے۔ یہی مطلب توبہ کا ہے کہ جب انسان خدا کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور دن بدن اسی کی طرف چلتا ہے تو آخر یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان سے دور ہو جاتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو جس کے نزدیک ہو جاتا ہے اُسی کی بات سنتا ہے اس لئے انسان پر جو عملی طور پر شیطان سے دور اور خدا سے نزدیک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فیوض اور برکات کا نزول ہوتا ہے اور سفلی آلائشوں کا گند اُس سے دھویا جاتا ہے''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 409۔ ایڈیشن 2003۔ انڈیا)

حدیث وتشریح

سچی توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ

(ابن ماجه)

ترجمہ: ابوعبیدہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

تشریح: توبہ کا فلسفہ نہ صرف انسان کی روحانیت پر بلکہ اس کے اخلاق پر بھی نہایت گہرا اثر رکھتا ہے۔توبہ کے ذریعہ خدا کی طرف سے پُر امید رہتا ہے اور اپنے اخلاق میں زیادہ بلندی اختیار کر سکتا ہے۔مگر افسوس ہے کہ اسلام کے سوا اکثر مذاہب نے انسان پر توبہ کا دروازہ بند قرار دے کر اس کے اندر ایک طرف خدا کے متعلق بدگمانی اور دوسری طرف مایوسی اور اخلاقی پستی کا دروازہ کھولا ہے۔چنانچہ مسیحیت نے توبہ کا دروازہ بند کر کہ ایک سراسر مصنوعی اور غیر فطری عقیدہ یعنی کفارہ میں پناہ لی ہے۔اور ہندو مذہب نے اپنے متبعین کو اواگون یعنی تناسخ کی دلدل میں پھنسا رکھا ہے حالانکہ توبہ کا مسئلہ ایک بالکل فطری مسئلہ ہے جس کے بغیر نہ تو انسان کی روحانیت مکمل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے اخلاق کمال حاصل کر سکتے ہیں۔

پھر تعجب یہ ہے کہ توبہ کا دروازہ بند کرنے والے مذاہب اس دنیا کے خالق و مالک خدا میں وہ اچھے اخلاق بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔جو ایک نیک انسان میں قابلِ تعریف سمجھے جاتے ہیں۔ ایک شریف انسان ہر روز اپنے بچوں اور اپنے دوستوں اور اپنے ماتحتوں اور اپنے نوکروں کی غلطیاں معاف کرتا ہے اور اسکے اس فعل کو قابلِ تعریف سمجھا جاتا ہے۔لیکن افسوس ہے کہ خدا کے لئے اس کریمانہ خلق کو ناجائز خیال کیا گیا ہے۔اور ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جب کوئی انسان خدا کا کوئی گناہ کرے تو پھر خواہ اس کے بعد وہ کیسا ہی نادم اور تائب ہو خدا کو اسے کچل کر رکھ دینا چاہئے اسلام اس گندے نظریئے کو دور سے ہی دھکے دیتا ہے اور ہر سچے توبہ کنندہ کے لئے خدائی مغفرت اور رحمت کا دروازہ کھولتا ہے اور اس طرح خالق ومخلوق کے درمیان ایک طرف سے شفقت و رحمت کی اور دوسری طرف سے انابت و امتنان کی ایسی نہر جاری کر دیتا ہے جو خدا کی خدائی اور بندے کی بندگی کے شایانِ شان ہے ظاہر ہے کہ انسان کمزور ہے اور بسا اوقات وقتی اثرات کے ماتحت لغزش کھا جاتا ہے تو اس صورت میں یہ کتنا ظلم ہے کہ اگر وہ بعد میں سچے دل سے نادم اور تائب ہو تو پھر بھی اسے کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جائے

یہ خیال کرنا کہ توبہ قبول کرنے سے گناہ پر جرات پیدا ہوتی ہے بالکل موہوم اور باطل خیال ہے سچی توبہ تو انسان کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے نہ کہ گناہ پر دلیر کرنیکا موجب۔کیونکہ اسلام نے سچی توبہ کے لئے ایسی شرطیں لگا دی ہیں جو توبہ کو ایک بھاری انقلاب اور حقیقی قلب ماہیت کا رنگ دے دیتی ہیں اور جیسا کہ قرآن شریف اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے یہ شرطیں تین ہیں:

۱) یہ کہ توبہ کرنے والا اپنی غلطی اور گناہ پر سچے دل سے ندامت محسوس کرے اور صمیم قلب سے معافی اور مغفرت کا طالب ہو۔

۲) یہ کہ وہ آئندہ کے لئے اس غلطی اور گناہ سے مجتنب رہنے کا عہد کرے اور اس کے لئے خدا سے توفیق مانگے

۳) یہ کہ اگر اس کی غلطی اور گناہ کی عملی تلافی ممکن ہے تو وہ اس کی تلافی کرے۔مثلاً اگر اس نے کسی شخص کا مال غصب کیا ہوا ہے تو وہ اسے واپس کرے یا کسی کا حق دبایا ہوا ہے تو اسے بحال کرے۔

ان شرائط کے ساتھ کون عقلمند انسان توبہ کو قابل اعتراض خیال کر سکتا ہے؟ حق یہ ہے کہ سچی توبہ ایک موت ہے جو انسان کو نئی زندگی بخشتی اور خدا کی رحمت اور شفقت اور مغفرت کا رستہ کھولتی ہے اور یہ صرف اسلام ہی ہے جو انسان کے لئے سچی توبہ کا دروازہ کھولتا ہے

(چوالیس جواہر پارے صفحہ 93-92)

مشعلِ راہ

رمضان کی نیک عادات کو حسب توفیق جاری رکھنا استقامت ہے اور یہی ایک مومن کا شیوہ ہے جو جنت کی خوشخبری کا باعث بنتی ہے اور جو حقیقی عید دلانے کا باعث بنتی ہے

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

''اس اہم نکتہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ رمضان کے بعد کی عید جو عیدالفطر کہلاتی ہے یا بڑی عید جو قربانی کی عید کہلاتی ہے ایک عید یا دو عیدوں کی طرف نہیں بلا رہی بلکہ ان عیدوں کی طرف بلا رہی ہے جو نہ ختم ہونے والی عیدیں ہیں اور یہ عیدیں مستقل مزاجی اور استقامت دکھاتے ہوئے خدا تعالیٰ کا ہو جانے سے حاصل ہوتی ہیں۔یہ عیدیں قربانی اور ایثار کے تسلسل سے حاصل ہوتی ہیں یہ عیدیں فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتی ہیں یہ عیدیں اپنے نوافل کے ذریعے اپنے فرائض سجانے سے حاصل ہوتی ہیں۔یہ عیدیں مخالفین کی ہر قسم کی کوشش کے باوجود اپنے عہدوں کو نبھانے سے حاصل ہوتی ہیں۔یہ عیدیں شیطانی وساوس اور دنیاوی لالچوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے ساتھ پختہ تعلق قائم رکھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔یہ عید کی خوشیاں مسلسل اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

پس رمضان میں راتوں کو اٹھ کر خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کی ہم نے جو کوشش کی ہے رمضان میں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے قسم ہا قسم کے کھانوں اور دوسری جائز باتوں سے ہم نے دن کے ایک حصے میں اپنے آپ کو روکے رکھا ہے، جس نے اطاعت کا ایک عظیم درس بھی ہمیں دیا ہے، رمضان میں جو اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے ہم نے اپنے اموال کو اپنے بھائیوں کی ضروریات کے لئے اور دینی ضروریات کے لئے خرچ کیا ہے ان سب باتوں سے جو نیک عادات پیدا ہوئی ہیں، ان عادات کو ان نیکیوں کو حسبِ توفیق جاری رکھنا استقامت ہے اور یہی ایک مومن کا شیوہ ہے جو جنت کی خوشخبری کا باعث بنتی ہے اور جو حقیقی عید دلانے کا باعث بنتی ہے۔اللہ کرے ہم یہ خوشخبریاں پانے والے ہوں اور ہماری عید حقیقی عید بن جائے۔۔۔۔۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔عیدالفطر کی رات میں اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیتا ہے جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے پھر اللہ تعالیٰ عیدالفطر کی صبح کو اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے پھر وہ زمین کی طرف اُترتے ہیں اور گلیوں کے دہانوں اور رستوں کے ملنے والی جگہوں پر کھڑے ہو کر ایسی آواز سے پکارتے ہیں جس کو انسانوں اور جنوں کے سوا سب مخلوق سُن لیتی ہے اور آواز دیتے ہیں کہ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ کہ اے محمدؐ کی امت! اپنے رب جو عزت اور بزرگی والا رب ہے اس کی طرف نکلو جو تھوڑا عمل قبول کرتا ہے اور ثواب بڑھا کر دیتا ہے اور بڑا گناہ معاف کر دیتا ہے (غنیة الطالبین جلد دوم صفحہ 496 فصل و انما سمی العید عیداً۔مطبوعہ: مطبع صدیقی لاہور)

پس جب وہ اپنی عبادت کی جگہ یعنی عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو ان کا پروردگار جو بہت برکت والا اور بلند شان والا ہے ان کی کوئی حاجت نہیں چھوڑتا جسے وہ پورا نہیں کر دیتا اور نہ کوئی سوال رہنے دیتا ہے جس کا وہ جواب نہیں دیتا اور نہ کوئی گناہ رہنے دیتا ہے جسے وہ بخش نہیں دیتا۔پھر وہ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ کی حالت میں لوٹتے ہیں، ایسی حالت میں لوٹتے ہیں کہ جب انہیں بخش دیا گیا ہوتا ہے۔ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ دن 'یوم الجائزہ' کا دن ہے یعنی انعامات اور اکرامات کا دن ہے (المعجم الکبیر جلد اول صفحہ 266۔اوس الانصاری باب فیما اعداللہ عزوجل للمومنین یوم الفطر من الکرامة حدیث 617 داراحیاء التراث العربی بیروت)

ہماری دعا ہے کہ اگر ہماری عبادتوں میں، ہمارے روزوں کے حق ادا کرنے میں کمیاں بھی رہ گئی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ یوم الجائزہ کی برکت سے، انعامات کے دن کی برکت سے ہمیں انعامات واکرام سے محض اور محض اپنے فضل سے نوازتا رہے ہمیں اپنی رحمت اور بخشش کے صدقے ہمیشہ نوازتا رہے، ہم بھی آج اپنے گھروں کو اللہ تعالیٰ کے اس بہت بڑے انعام کو لے کر لوٹیں، ہم اُس گروہ میں شامل ہوں جن کے بارے میں مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ کہا گیا ہے جن کو بخش دیا گیا ہوتا ہے۔ہم خدا تعالیٰ کی تمام تر رحمتوں کے وارث بن جائیں تا کہ ہماری عید حقیقی خوشیوں کی عید بن جائے''

(خطبہ عیدالفطر فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ یکم ستمبر 2011۔لنڈن بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 19 جولائی 2013 تا 25 جولائی 2013)

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

ازحضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کو بڑی دقت پیش آئی ہے۔اورانہوں نے اس کے کئی معنے کئے ہیں۔ یہ دقت زیادہ تر اس وجہ سے پیش آئی ہے کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں جو ہٗ کی ضمیر استعمال ہوئی ہے اس کے مرجع کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے اس کا مرجع صوم کوقرار دیا ہےاور بعض نے فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کو۔شاہ ولی اللہ صاحب نے اس مشکل کو''الفوزالکبیر'' میں اس طرح حل کیا ہے کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں ہٗ کی ضمیر فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کی طرف گئی ہے اس پر یہ اعتراض پڑتا تھا کہ یہ اضمار قبل الذکر ہے یعنی ضمیر پہلے آ گئی ہے اور مرجع بعد میں ہے۔حالانکہ مرجع پہلے ہونا چاہیے تھا اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ فدیہ کا مقام چونکہ نحوًا مقدم ہے یعنی وہ مبتدا ہے اس لئے اس کی ضمیر اس کے ذکر سے پہلے آسکتی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ پڑتا تھا کہ فِدْيَةٌ مونث ہے اور ضمیر مذکر۔اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ فدیہ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کا قائم مقام ہے اور وہ مذکر ہے۔اس لئے فدیہ کی طرف بھی مذکر کی ضمیر پھر سکتی ہے۔اس بنا پر انہوں نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ ان لوگوں پر جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دینا واجب ہے۔ان کے نزدیک اس آیت میں صدقۃ الفطر کی طرف اشارہ ہے جو اسلام میں نماز عید سے پہلے ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے تا کہ غرباء بھی عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں۔

دوسرے معنے اس کے یہ کئے جاتے ہیں کہ مومنوں میں سے جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ روزوں کے ساتھ ساتھ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ بھی دے دیا کریں۔لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور احادیث سے چونکہ یہ بات ثابت نہیں کہ روزہ دار فدیہ بھی دے اس لئے یہ معنے تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔اس کے علاوہ عقلی طور پر یہ معنے اس لئے بھی نا قابلِ قبول ہیں کہ فدیہ تو اس پر ہونا چاہیے جو روزہ نہ رکھ سکے جو شخص باقاعدہ روزے رکھ رہا ہے اس پر فدیہ کیسا؟ ہاں اگر کوئی شخص اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عبادت کے بجالانے کی توفیق بخشی ہے روزہ رکھ کر ایک مسکین کو کھانا بھی دے دیا کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہے کیونکہ اس نے روزہ بھی رکھا اور ایک مسکین کو کھانا بھی کھلایا۔مگر بہرحال وہ ایک زائد نیکی ہوگی۔قرآن کریم کسی کو اس بات کا پابند قرار نہیں دیتا کہ وہ روزہ بھی رکھے اور ایک مسکین کو کھانا بطور فدیہ بھی کھلائے۔

(۳) مفسرین نے اس آیت کے ایک معنے یہ کئے ہیں کہ يُطِيْقُوْنَهٗ سے پہلے لَا محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے کہ وَعَلَى الَّذِيْنَ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ۔اور ہٗ کی ضمیر کا مرجع وہ صوم کو قرار دیتے ہیں یعنی وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کریں وہ کہتے ہیں کہ اسجگہ لَا اُسی طرح محذوف ہے جس طرح آیت يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا (نساء آیت ۱۷۷) میں تَضِلُّوْا سے پہلے بھی لَا محذوف ہے اور آیت کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ باتیں اس لئے بیان کرتا ہے تا کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔گو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہاں لَا مقدر نہیں بلکہ ایک مضاف محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے کہ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ مَّخَافَةَ اَنْ تَضِلُّوْا یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لئے یہ باتیں تمہارے گمراہ ہو جانے کے خدشہ کی بناء پر بیان کرتا ہے۔

(۴) بعض نے اس آیت کا یوں حل کیا ہے کہ عربی زبان میں اَطَاقَ کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ کسی شخص نے کام تو کیا مگر بہت مشکل اور مصیبت سے۔گویا جب کوئی شخص اپنے نفس کو انتہائی مشقت میں ڈالے بغیر کوئی کام سرانجام دینے کی اپنے اندر طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اَطَاقَ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔اس مفہوم کے لحاظ سے اَلَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ سے وہ لوگ مراد ہیں جو روزہ سے سخت تکلیف اٹھاتے ہیں اور جن کی بدنی طاقت بالکل زائل ہو جاتی ہے بلکہ بعض دفعہ غشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے جیسے بوڑھے یا دل کے مریض یا اعصابی کمزوری کے شکار یا حاملہ اور مرضعہ۔ایسے لوگ جو بظاہر تو بیمار نظر نہیں آتے لیکن روزے رکھنے سے بیمار ہو جاتے ہیں ان کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ روزے رکھنے کے بجائے ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ اپنی طرف سے دیدیا کریں۔ان معنوں کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ قرطبی نے يُطِيْقُوْنَ کی ایک قرات يُطَوَّقُوْنَ بھی بیان کی ہے۔یعنی جو لوگ صرف مشقت سے روزہ نبھا سکتے ہیں۔اور جن کی صحت روزے رکھنے سے غیر معمولی طور پر خراب ہو جاتی ہے وہ بیشک روزے نہ رکھیں ہاں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیدیا کریں۔

میرے نزدیک چونکہ اَطَاقَ بابِ اِفعال میں سے ہے اور بابِ افعال کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ سلب کے معنے دیتا ہے اس لئے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ کے یہ معنے ہونگے کہ وہ لوگ جن کی طاقت کمزور ہوگئی ہے یعنی قریباً ضائع ہوگئی ہے وہ بیشک روزہ نہ رکھیں مگر چونکہ ان کا روزہ نہ رکھنا محض اجتہادی امر ہوگا مرض ظاہر کے نتیجہ میں نہیں ہوگا بلکہ صرف متوقع کمزوری کے نتیجہ میں ہوگا۔اور اجتہاد میں غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے اگر ان کو فدیہ دینے کی طاقت ہو تو ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ ان دنوں میں دے دیا کریں تا کہ ان کی غلطی کے امکان کا کفارہ ادا ہوتا ہے۔

(۵) ایک اور معنے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر کھولے ہیں وہ یہ ہیں کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں ہٗ کی ضمیر روزہ کی طرف پھرتی ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی بیماری شدید ہے یا جن کا سفر پُر مشقت ہے وہ تو بہرحال فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کے مطابق دوسرے ایام میں روزے رکھیں گے۔لیکن وہ لوگ جو کسی معمولی مرض میں مبتلا ہیں یا کسی آسانی سے طے ہونے والے سفر پر نکلے ہیں اگر وہ طاقت رکھتے ہوں تو ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ بھی دے دیا کریں۔اس وجہ سے کہ ممکن ہے انہوں نے روزہ چھوڑنے میں غلطی کی ہو۔وہ اپنے آپ کو بیمار سمجھتے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی بیماری ایسی نہ ہو کہ وہ روزہ ترک کر سکیں۔یا وہ اپنے آپ کو مسافر سمجھتے ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا سفر سفر ہی نہ سمجھا گیا ہو۔پس چونکہ ان کی رائے میں غلطی کا ہر وقت امکان ہے اس لئے ایسے بیماروں اور مسافروں کو چاہیے کہ ان میں سے جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں وہ دوسرے ایام میں فوت شدہ روزوں کو پورا کرنے

Vol. 18 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 08
Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, , Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652,Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

کے علاوہ ایک مسکین کو کھانا بھی دے دیا کریں۔ تا کہ ان کی اس غلطی کا کفارہ ہو جائے۔ اور اگر یُطِیْقُوْنَہٗ میں ہ کی ضمیر کا مرجع فِدْیَۃ'' طَعَامُ مَسْکِیْنٍ کو ہی قرار دیا جائے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے تو پھر بجائے اس کے کہ اس حکم کو صدقۃ الفطر پر محمول کیا جائے۔ اس آیت کا فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃ'' مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ سے تعلق ہوگا اور اس کے یہ معنے ہونگے کہ اگر چہ مریض اور مسافر کو یہ اجازت ہے کہ وہ اور دنوں میں روزہ رکھ لیں لیکن ان میں سے وہ لوگ جن کو آسودگی حاصل ہو اور وہ ایک شخص کو کھانا کھلا سکتے ہوں۔ انہیں چاہیے کہ ایک مسکین کا کھانا۔ بطور فدیہ رمضان دے دیا کریں۔ اگر طاقت نہ ہو تو پھر تو فدیہ رمضان دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر طاقت ہو تو خواہ وہ بیمار ہوں یا مسافر انہیں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ رمضان دینا چاہیے۔ اگر روک عارضی ہو اور وہ بعد میں دور ہو جائے روزہ تو بہر حال رکھنا ہوگا۔ فدیہ دیدینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ محض اس بات کا فدیہ ہے کہ ان مبارک ایام میں وہ کسی جائز شرعی عذر کی بنا پر باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ عبادت ادا نہیں کر سکے۔ آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک عارضی اور ایک مستقل۔ فدیہ شرطِ استطاعت ان دونوں حالتوں میں دینا چاہیے۔ پھر جب عذر دور ہو جائے تو روزہ بھی رکھنا چاہیے۔ غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے۔ بہر حال سال دو سال یا تین سال کے بعد جب بھی اس کی صحت اجازت اسے پھر روزے رکھنے ہونگے۔ سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ ہی کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت پھر مستقل طور پر خراب ہو جائے۔ باقی جو بھی کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہو اگر وہ مریض یا مسافر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے اور دوسرے ایام میں روزے رکھے یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب تھا اور آپ ہمیشہ فدیہ بھی دیتے تھے اور بعد میں روزے بھی رکھتے تھے اور اسی کی دوسروں کو تاکید فرمایا کرتے تھے۔

اس آیت میں جو اَلَّذِیْنَ کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ دو کا بدل یعنی قائم مقام ہو سکتا ہے۔ اول ان مومنوں کا جن کا ذکر یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ میں کیا گیا ہے۔ دوم اُن لوگوں کو جن کا ذکر فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ میں ہے۔ اگر اسے یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا بدل سمجھا جائے تو اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ وہ لوگ جو ضعف کی وجہ سے روزے سے سخت تکلیف اُٹھاتے ہیں اور اپنے نفس پر بڑی مشقت برداشت کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ روزہ رکھنے کی بجائے ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کریں۔ اور اگر دوسرا بدل لیں تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ وہ مریض اور مسافر جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دے دیں اور پھر دوسرے دنوں میں روزے بھی رکھیں۔ کیونکہ بعض امراض ایسی ہوتی ہیں یا بعض سفر ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ آیا اس میں روزہ ترک کیا جا سکتا ہے یا نہیں! حدیث میں آیا ہے کہ مشکوک اشیاء میں بھی محارم ہی کے نیچے ہوتی ہیں۔ کیونکہ جو مشکوک تک پہنچتا ہے وہ آہستہ آہستہ محارم تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ پس اگر یہ دونوں باتیں مشکوک ہوں تو ایسے مسافر اور مریض کو چاہیے کہ فدیہ دے دے اور رخصت سے فائدہ اٹھائے اور بعد میں روزے بھی رکھ لے۔ اس میں ایسی بیماری والا جس کی بیماری مشتبہ ہو یا ایسا سفر والا جس کا سفر مشتبہ ہو مراد ہیں۔ ان میں سے جو لوگ طاقت رکھتے ہوں اُن پر فدیہ دینا لازم ہے۔ کیونکہ ممکن ہے انہوں نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی ہو۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی مذہب تھا کہ ایسے لوگ دوسرے ایام میں روزہ رکھیں۔ اور رمضان کے دنوں میں فدیہ دیں''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 387 تا 390)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت وحمیت کا ایک واقعہ

شیخ عبدالقادر صاحب (سوداگرمل) اپنی تصنیف حیاتِ نور میں لکھتے ہیں۔

''ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک مجلس میں جس میں مختلف مذاہب کے علماء اور فضلا بیٹھے ہوئے تھے۔ مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر کو پیاس لگی۔ اس مجلس میں مسلمان صرف آپ ہی تھے۔ آپ کو اس بات کا علم تھا کہ مہاراجہ صاحب چھوت چھات کے گرویدہ ہونے کی وجہ سے اس مجلس میں پانی نہیں پیتے جس میں کوئی مسلمان موجود ہو۔ اس لئے آپ کو فکر پیدا ہوئی کہ ایسا نہ ہو آپ کو اُٹھنا پڑے۔ آخر کچھ سوچ کر آپ نے مہاراجہ صاحب سے سوال کیا کہ مہاراج! ہندو کس کو کہتے ہیں؟ مہاراج نے کہا، جو وید کا قائل ہو۔ آپ نے ایک جینی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ صاحب تو وید کے قائل نہیں! مگر پھر بھی ہندو ہیں۔ اس پر مہاراج نے کہا۔ ہندو وہ ہے جو جنیئو پہنے۔ آپ نے ایک سکھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ صاحب جو آپ کی مجلس میں موجود ہیں، جنیئو نہیں پہنتے، پھر یہ ہندو کس طرح ہوئے؟ مہاراج بولے، ہندو وہ ہے جو گائے کا گوشت نہ کھائے۔ اس مجلس میں ایک سر بھنگی بھی تھا، آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ شخص گائے تو الگ رہی انسان کا گوشت بھی نہیں چھوڑتا، مہاراجہ صاحب حضرت مولانا کی اس گفتگو کے مقصد کو خُوب سمجھتے تھے۔ جب آپ کی گفتگو سے عاجز آ گئے تو کہنے لگے کہ مولوی صاحب! آپ بیٹھے رہیں۔ میں باہر جا کر پانی پی لُوں گا''

(حیات نور۔ باب دوم۔ صفحہ 105,106)

اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہیں روزے

اک شمع سی سینے میں جلا دیتے ہیں روزے — راتوں کو سماں دن کا دکھا دیتے ہیں روزے
سوئی ہوئی تقدیر جگا دیتے ہیں روزے — مولا کی اطاعت کا مزا دیتے ہیں روزے
آنکھوں پہ نہیں رہتا کوئی نفس کا پردہ — انسان کو انسان بنا دیتے ہیں روزے
آلائشیں دُھل جاتی ہیں سب قلب ونظر کی — کچھ روح کو اس طرح جلا دیتے ہیں روزے
اٹھی ہیں مساجد سے تلاوت کی صدائیں — اللہ کا پیغام سنا دیتے ہیں روزے
ڈھل جاتا ہے دل عجز کے سانچوں میں کچھ ایسا — چنگل سے تکبر کے چھڑا دیتے ہیں روزے
ہے جس کے لئے خُلدِ بریں منزل آخر — اُس راہ پہ ہستی کو لگا دیتے ہیں روزے
اِک نور سا ہر سمت بستا ہے فضا میں — تطہیر کی خوشبو میں بسا دیتے ہیں روزے
رُوحوں میں اترتی ہے صدا ''ملہم حق'' کی — اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہیں روزے
ہوتا ہے کچھ اس طرح درِ لطف و کرم وا — جو مانگے کوئی اُس سے سِوا دیتے ہیں روزے

(ثاقت زیروی)